بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﷺ

☆فیضِ عالم اگست / ستمبر ۲۰۱۸ء

ذوالحجه / محرم الحرام ۱۴۳۹ھ ☆

(جلد نمبر ۲۹)(شمارہ نمبر ۳۔۴)

مدیر اعلیٰ

صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی عطاء الرسول اُویسی رضوی مدظلہ العالی

مدیر

صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی محمد فیاض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

نوٹ: اگر اس رسالہ میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

khwajaowaiseqarni@gmail.comadmin@faizahmedowaisi.com

www.faizahmedowaisi.com

☆......☆......☆

سرفہرست	صفحہ نمبر

آہ! حضور تاج الشریعہ۔۔۔۔	۰۳
گستاخوانہ خاکے اور غیرت مسلم؟؟؟۔۔۔۔	۰۴
گستاخانہ خاکوں پر خاموشی کیوں؟۔۔۔۔	۰۶
توہین آمیز خاکوں کا معاملہ اقوام متحدہ میں اُٹھائیں گے؟۔۔۔۔	۰۷
حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ۔۔۔۔	۰۸
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت ایمانی۔۔۔۔	۱۲
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔۔۔۔	۱۴
۷ ستمبر مسلمانان پاکستان کا یادگار دن ہے۔۔۔۔	۱۹
مکہ افضل یا مدینہ طیبہ۔۔۔۔	۱۹
(قربانی کی کھالیں ایک گھناؤنی سازش)۔۔۔۔	۲۳

☆......☆......☆

﴾آہ! حضورتاج الشریعہ﴿

آج ۷ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء جمعۃ المبارک ہے۔ مدینہ منورہ میں احباب نے فقیر کی امامت میں نمازِ جمعہ ادا کیا صلوٰۃ وسلام اور دعا کے بعد حافظ محمد انوار نے لنگر شریف کے لیے صفر اچھا یا لنگر کھا کے ہم سو گئے تقریباً ۵ بجے کے قریب بیدار ہوئے وضو وغیرہ کر کے حرمِ نبوی شریف جانے لگے تو حضرت سید محمد شوکت حسین شاہ قادری رضوی نے افسوس ناک خبر سنائی کہ وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری قادری (تاج الشریعہ) کا (بریلی شریف انڈیا میں) وصال ہوا، یہ خبر سنتے ہی ہمارے کمرے میں سناٹا سا چھا گیا دیر تک ہم سب بجھ سے گئے طبیعت پر ملال ہوگئی۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

بوجھل قدموں کے ساتھ حرم شریف کی طرف روانہ ہوئے، باب السلام سے داخل ہو کر مواجہہ اقدس پر جا پہنچے، بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سر نیاز جھکائے ان کی طرف سے ہدیہ سلام عرض کیا نمازِ عصر کے بعد باب بلال میں بیٹھ کر فقیر کے ساتھ الحاج سعید احمد قادری (سعید جیولر گجرات والے) نے دلائل الخیرات شریف، درود مستغاث شریف، حزب البحر و دیگر کلمات حسنات پڑھ کر حضور تاج الشریعہ کو ایصال الثواب کیا بعد نمازِ مغرب سید الشہداء امیر طیبہ باب الدعا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان کی طرف سے سلام عرض کیا۔ محافل ایصال الثواب کا سلسلہ شروع ہے، مدینہ منورہ کے احباب نے ایصال الثواب کے پروگرام ترتیب دے رکھے ہیں ہم نے آج شب اتوار کو اپنی قیام گاہ میں محفل منعقد کر رکھی ہے۔ کل ۲۲ جولائی اتوار پاکستان میں دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں محفل ایصال الثواب کا پروگرام ہے۔ ۲۹/ اگست بدھ بعد نمازِ عشاء جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں ان کے عرس چہلم پر عظیم الشان تاجدار ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں علماء مشائخ کرام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ آئندہ شمارہ خصوصی مضمون شائع ہوگا۔

غم زدہ مدینے کا بھکاری: الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی (مدینہ منورہ شب ہفتہ بعد صلوٰۃ الفجر)

☆......☆......☆

﴾اگر آپ نے ابھی تک نئے سال کا چندہ نہیں بھیجا تو جلد ارسال کریں﴿

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ کا رسالہ ماہنامہ "فیضِ عالم" اپنی اشاعت کے ۲۸ سال پورے کرنے کو ہے آپ کے نام ایک عرصہ سے رسالہ ہر ماہ باقاعدگی سے حاضر ہوتا ہے اس کمر توڑ مہنگائی نے جہاں غریب ومتوسط طبقہ کا جینا محال کر دیا ہے وہاں

آپ کے اس رسالہ کی اشاعت کو بھی شدید مشکلات کا سامنا ہے۔آپ سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اپنے اس رسالہ کی اشاعت کو جاری رکھنے کے لیے اپنا چندہ وسابقہ بقایاجات پہلی فرصت میں ارسال فرمائیں۔کیا رسالہ آپ تک پہنچتا ہے؟ جواب دینا آپ کے شان کے لائق ہے ضرور شفقت فرمائیں۔

(والسلام: محمد فیاض احمد اویسی (مدیر) ''ماہنامہ فیضِ عالم'' بہاولپور۔00923006825931)

☆......☆......☆

گستاخانہ خاکے اورغیرت مسلم ؟؟؟: ہالینڈ کے ملعون سیاستدان گیدڑ وائلڈرز جو کہ ہالینڈ کی سب سے بڑی اپوزیشن جماعت فریڈم پارٹی کا سربراہ ہے کی جانب سے ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت ہالینڈ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گستاخانہ مواد پرمبنی نمائش کے اعلان سے پوری دنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ بلاشبہ ایسی مذموم مہم اسلام کی بے حرمتی اور دنیا بھر میں نقص امن کی سازش ہے، جس سے دنیا بھر میں امن وامان کے لئے شدید خطرہ ہے پیدا ہوگیا ہے۔حکومتِ پاکستان نے ہالینڈ میں اسلام توہین آمیز خاکوں پر ڈچ سفیر کو دفتر خارجہ طلب کر کے اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ہالینڈ میں اسلام سے متعلق کارٹون مقابلے پر نا صرف پاکستان بلکہ مسلم اُمہ میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔اس طرح کے کارٹون مقابلے عالمی سطح پر مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے اور اشتعال کا باعث بنیں گے۔پاکستان کسی بھی صورت ایسی گستاخانہ حرکت کبھی برداشت نہیں کرسکتا اور نہ ہی ہم سے توقع رکھی جائے کہ ہم ایسی گستاخی کو برداشت کرسکتے ہیں۔اس حوالے سے نگران وزیر خارجہ عبداللہ حسین ہارون نے سیکرٹری جنرل او آئی سی کو ایک خط بھی لکھا ہے جس میں خاکوں کے مسئلے پر سخت ترین اقدامات کی سفارش کی گئی ہے کہ گستاخانہ خاکوں سے ہماری برداشت کا امتحان لیا گیا ہے اور یاد رکھا جائے کسی بھی فورم پر ایسی حرکت کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے گی اور ہم ہر فورم پر اپنا احتجاج کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔کروڑوں مسلمان کے دل زخمی ہیں۔

گستاخانہ خاکوں کی اشاعت سے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی گئی ہے۔حکومتِ پاکستان کو چاہیے کہ فوری طور پر اسلامی سربراہی کانفرنس بلا کر مغرب کو واضح پیغام دے کہ آزادی اظہار کی آڑ میں گستاخی کے پے در پے واقعات ناقابلِ قبول اور قابل مذمت ہیں۔اگر گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کرنے والے جریدے کے حق میں ۴۰ سے زائد مغربی ممالک کے سربراہان اور اسرائیلی وزیر اعظم سمیت ۱۵ لاکھ افراد سڑکوں پر آسکتے ہیں تو کروڑوں مسلمان بھی شانِ رسالت میں گستاخی کے خلاف میدان میں آسکتے ہیں، اگر مغربی ممالک میں ایسے واقعات کی روک تھام نہ کی گئی تو دنیا میں تیسری جنگ عظیم چھڑ سکتی ہے۔آزادی اظہار کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انتہا پسندی کی حدود کو کراس کیا جائے۔فرانس میں مساجد کی تعمیر، داڑھی رکھنے اور

حجاب کرنے پر پابندی بھی دہشت گردی ہے، یورپی یونین کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ جبکہ یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کیلئے آقائے دوجہاں والی کون ومکاں سرورسروراں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔ ہالینڈ کے رکن پارلیمنٹ کی جانب سے گستاخانہ خاکوں کے مقابلوں کا اعلان پوری اُمت مسلمہ کے لئے ناقابل قبول ہے۔ اس مذموم اعلان کیخلاف احتجاجکی ایک صورت یہ ہے کہ ہالینڈ کی مصنوعات کومکمل بائیکارٹ کیا جائے ہم مسلم تاجر حضرات ہالینڈ سے تجارتی تعلقات منقطع کریں جو ہر مسلمان کا ایمانی فریضہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے۔

اللہ ربّ العزت نے نبی کریم روف ورحیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کل کائنات کے لیے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت کے لیے محنت اور خدمات ناقابل فراموش ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ہستی نے بنی نوع انسان کو جینے کا سلیقہ دیا، معاشرے سے نسلی امتیاز کا خاتمہ فرمایا، انسان کو ذلت اور پستی کی گہرائیوں سے نکالا، ظلمت کا پردہ چاک کیا، باطل پرستی کو ٹھکرا کر جھوٹے خداؤں سے اس دھرتی کو پاک کیا، انسان کو علم وفکر کے نئے راستے دکھائے، کامیابی اور کامرانی کی نئی راہیں کھولیں۔ عالمگیر بھائی چارہ، مساوات اور باہمی تعاون کی بنیاد رکھی۔ اسلام دشمن کافروں نے سچے رسول امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ناپاک جسارت کر کے اپنی اصلیت دنیا پہ واضح کی ہے کہ گستاخی رسالت کا مرتکب ولدالحرام ہوتا ہے یہ قرآن کریم کا اٹل فیصلہ ہے آج میڈیکل کے دور میں گستاخی کرنے والی اپناڈی این اے ٹیسٹ کرائیں تو یقیناً نطفہ نا تحقیق ثابت ہونگے۔

اسلام دشمنوں کی اس ناپاک حرکت سے ان کی منافقت اور خیانت کا پردہ چاک ہوگیا ہے کہ اسلام دشمنی میں یہود و نصاریٰ آپس میں متحد اور معاون و مددگار ہیں۔ مغرب کی ہر چیز بدل چکی ہے، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے طور طریقے بدل چکے ہیں، ان کے رویے اور اقدار بدل چکے ہیں۔ طرزِ زندگی اور سوچ بچار کے تمام زاویے بدل چکے ہیں لیکن مغرب کی اسلام دشمنی میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ سوشل میڈیا جسے آزادی رائے کے اظہار کا نام دیا جاتا ہے پر آئے روز شعائرِ اسلام کی توہین کی جاتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسی آزادی کا اظہار ہے جو عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور دیگر مذاہب کا مذاق اڑانے کی اجازت تو نہیں دیتا لیکن اس کے سائے میں اربوں افراد کی ہر دل عزیز شخصیت کا مذاق اڑا کر مسلم امہ کو مشتعل کیا جاتا ہے؟ یقیناً یہ مسلمانوں اور اسلام کو بدنام کرنے کی سازش ہے، اس کا مقصد صرف اتنا ہی ہے کہ ان خاکوں کے ذریعے مسلمانوں کو طیش دلایا جائے اور پھر ان کے ردعمل کو ثبوت بنا کر ان پر دہشت گرد کا لیبل لگا دیا جائے۔ ان توہین آمیز خاکوں کے معاملے پر اہلِ اسلام کا جو ردعمل سامنے آیا وہ ایمان افروز اور حوصلہ افزا ہے اس سے ایک بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانوں میں آج بھی ایمان کی رمق موجود ہے، اور مسلمانوں کو جان مال عزت سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پیاری اور عزیز ہے۔ آج نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی یہی آواز ہے کہ اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لا کر

انہیں نشان عبرت بنایا جائے۔

گستاخانہ خاکوں پر خاموشی کیوں؟: اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ جب کسی ملعون نے توہینِ رسالت کا ارتکاب کیا تو غیرت مسلم جاگ اٹھی ہے، دیکھتے ہی دیکھتے گستاخ کا سرتن سے جدا کرکے واصل جہنم کیا۔ مگر اب افسوس ناک صورت ہے کہ ہالینڈ کے ولدالحرام گیدڑ نے گستاخانہ خاکے بنانے کا اعلان کیا تو ہم صرف فیس بک پر دو چار گالیاں نکال کر اپنا فرض پورا کر رہے ہیں ہمارا حرام خور میڈیا تو بے غیرتی کی تمام حدوں کو کراس کر چکا ہے۔ فحاشی، عریانی اور بدتمیزی، بے حیائی میں پاکستانی میڈیا ثانی نہیں رکھتا۔ جہاں گستاخانہ خاکوں پر عام مسلمان خون آنکھوں رو رہا ہے دوسری طرف بدقسمتی سے ہمارے ٹی وی چینل پر بیٹھ کر گھنٹوں لایعنی باتوں پر تجزیہ کرنے والوں کے منہ بند ہیں مجال ہے (الاّ ماشاء اللہ) کہ ہالینڈ کے خلاف کوئی موثر آواز اٹھائیں۔ لگتا ہے کہ انہیں علم ہی نہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ آپ کی حیات طیبہ پر گستاخانہ خاکے بنائے جا رہے ہیں ذرائع ابلاغ کی مسلسل خاموشی نے توہینِ رسالت کے خلاف اٹھنے والی آواز کو انہی لوگوں تک محدود کر کے رکھ دیا ہے جو سوشل میڈیا کے ذریعے اس پر آواز اٹھا رہے ہیں۔

ہالینڈ کا اپوزیشن لیڈر ملعون گیدڑ ولڈرز نے رواں سال ۱۲ جون کو اعلان کیا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر خاکے ای میل کے ذریعے منگوا کر آزادی اظہار رائے کے نام سے ہالینڈ کی پارلیمنٹ ہاؤس میں مقابلہ کرایا جائے گا۔ مقابلے میں منتخب خاکوں کو مستقل طور پر ہالینڈ کی پارلیمنٹ ہاؤس میں آویزاں کر دیا جائے گا۔ اس مہم کو سوشل میڈیا پر فیس بک اور ٹویٹر کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلایا گیا۔ ایک اطلاع کے مطابق اسے ایک ہزار کے قریب خاکے موصول ہو چکے ہیں، جب کہ یہ خبر بھی ملی ہے کہ ملعون گریٹ ولڈرز ۲۰۰ خاکے وصول کرنے کا اعلان کر چکا ہے۔ ہم اس گستاخانہ عمل پر سوشل میڈیا سائٹس کے ذریعے مسلسل کئی دنوں سے سراپا احتجاج ہیں، لیکن میڈیا، سیاسی و مذہبی رہنما اور اسلامی ممالک کے سربراہان اس پر مکمل خاموش ہیں۔

خطبہ حج میں گستاخانہ خاکوں پر خاموشی؟

افسوس تو یہ ہے کہ ۹ ذوالحجہ کو میدانِ عرفات میں خطبہ حج میں نجدی ملاں نے ہالینڈ کے گستاخانہ خاکوں کے خلاف ایک لفظ بھی بولنا گوارا نہ کیا۔ جبکہ مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتویٰ کی توپیں ہر وقت حرکت میں رہتی ہیں۔ حرمین شریفین جانے والے حجاج کرام و زائرین نجدی مطوعوں کی زد میں رہتے ہیں۔

☆......☆......☆

نوٹ: ماہنامہ "فیضِ عالم" بہاولپور اہلسنت کے عقائد ونظریات کا ترجمان ہے خود اس کا مطالعہ کریں احباب کو ترغیب دیں۔

توہین آمیز خاکوں کا معاملہ اقوام متحدہ میں اُٹھائیں گے۔

وزیراعظم عمران خان: خان صاحب اب اس سب سے بڑھ کر کچھ کرنے کا وقت ہے اس سب کو چھوڑو مسئلہ حضور علیہ السلام کی ناموس کا ہے، پوری قوم ساتھ کھڑی ہے۔ ڈر ڈر کر اقدامات کرنے کی ضرورت نہیں جب امریکہ اپنی چھوٹی انا کی خاطر جاپان پر ایٹم بم گرا سکتا ہے تو ہم مسلمان حضور کی ناموس کی خاطر اپنے ایٹم بم کیوں ٹیسٹ نہیں کر سکتے۔ اگر خدانخواستہ کل انڈیا پاکستان پر حملہ کر دیتا ہے تو کیا ہم انڈیا کو حملے کا جواب دیں گے؟ یا اقوامِ متحدہ سے پوچھتے پھریں گے؟ یا اقوام متحدہ کے قوانین پر عمل کی رٹ لگائیں گے؟ یا اقوام متحدہ نامی زندہ لاش سے نئے قوانین بنانے کا مطالبہ کریں؟ اقوام متحدہ نے آج تک مسئلہ کشمیر اور مسئلہ فلسطین کا کوئی حل نہیں دیا، کئی لاکھ مسلمان شہید ہو چکے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ اب اقوام متحدہ سے یہ امید رکھنا کہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ناموس کی حفاظت کے لیے اقدامات کرے گی اور کوئی قانون بن جائے گا اور گستاخ سزا کے ڈر سے گستاخیاں کرنے سے باز آ جائیں گے تو یہ ایک ناقابل فہم بات ہے اور اقوام متحدہ میں یہ معاملہ پیش ہونے سے قانون بننے تک جو جو گستاخیاں ہوں گی ان کا ذمہ دار کون ہوگا ان کیخلاف کاروائی کون کرے گا، کیا مسلمان ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے؟ اقوام متحدہ قانون بنائے نہ بنائے دنیا بھر کے اسلامی ممالک میں ہالینڈ اور امریکہ کے سفارت خانے بند ہونے چاہئیں۔ اس کے لیے ہنگامی دورے کرو اسلامی ممالک کا ہنگامی اجلاس بلاؤ اور ان کی مصنوعات کا حکومتی سطح پر مکمل بائیکاٹ کیا جانا چاہیے۔

ہالینڈ کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں: جامع مسجد سیرانی بہاولپور کے خطیب محمد فیاض احمد اویسی نے عیدِ قربانی کے خطبہ اور جمعۃ المبارک کے اجتماع میں اہلِ اسلام سے اپیل کی کہ ہالینڈ کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔ ۱۰ ذوالحجہ کو نمازِ عید سے قبل انہوں نے بہت بڑے اجتماع میں اہلِ اسلام کو کہا کہ ہالینڈ نے ایک بار پھر ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے، امتحان لیا جا رہا ہے کہ مسلمانوں میں عشق رسول باقی ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں ہالینڈ کو سبق سکھانا ہے، ہم سڑکوں پر جلاو گھیراو نہیں کریں گے اس سے ہالینڈ پر فرق نہیں پڑے گا بلکہ اپنے ہی ملک کا معاشی نقصان ہوگا چند سال قبل ڈنمارک میں بھی یہی قبیح حرکت کی گئی تھی جس کے بعد اہلِ اسلام نے ڈنمارک کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا تو ڈنمارک نے گھٹنے ٹیک دیئے، ہم ہالینڈ کو بھی اسی طرح سبق سکھا سکتے ہیں۔ انہوں نے اہلِ اسلام سے اپیل کی کہ اولپلرز دودھ، یونی لیور کورنیٹو آئسکریم سمیت دیگر مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ اس کے علاوہ حکومت سے پاکستان میں ہالینڈ کے سفارتخانے کو بند کرنے اور اس کی مصنوعات پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

﴾حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہٗ﴿

نام ونسب: مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمر و اور لقب ''ذوالنورین'' (دونوروالے) ہے۔ آپ قریشی ہیں اور آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آپ کا خاندانی شجرہ ''عبد مناف'' پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اروی بنت کریز تھا۔ آپ جامع قرآن تھے۔ اور سابقین اسلام میں شامل اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

قبول اسلام اور آزمائش: آپ نے آغازِ اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ کو آپ کے چچا اور دوسرے خاندانی کافروں نے مسلمان ہوجانے کی وجہ سے بے حد ستایا۔ آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اس لئے آپ ''صاحب الہجرتین'' (دو ہجرتوں والے) کہلاتے ہیں۔

ذوالنورین: حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے آپ کا لقب ''ذوالنورین'' ہے۔ آپ جنگِ بدر کے علاوہ دوسرے تمام اسلامی جہادوں میں کفار سے جنگ فرماتے رہے۔ جنگِ بدر کے موقع پر ان کی زوجہ محترمہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی صاحبزادی تھیں، سخت علیل ہوگئیں تھیں اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ان کو جنگ بدر میں جانے سے منع فرمادیا لیکن ان کو مجاہدین بدر میں شمار فرما کر مال غنیمت میں سے مجاہدین کے برابر حصہ دیا اور اجر و ثواب کی بشارت بھی دی۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور بارہ برس تک تختِ خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی حکومت کی حدود میں بہت زیادہ توسیع ہوئی اور افریقہ وغیرہ بہت سے ممالک مفتوح ہو کر خلافت راشدہ کے زیرِ نگیں ہوئے۔

بے مثال کارنامے: حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے ارب پتی تھے، سخاوت کی وجہ سے غنی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ فروغِ اسلام اور استحکام دین کیلئے اپنی دولت کو بے دریغ نچھاور کیا۔ اسلام قبول کرنے والے چوتھے مرد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یوں تو دینی خدمات بے شمار ہیں، قرآن پاک کی نقلیں تیار کروا کر مختلف علاقوں میں محفوظ کروادی گیئں، مسجد قبا کے لیے وسیع مالی امداد، خود زکوٰۃ نکالنے کے طریقے کو رائج کرنا، پہلے باقاعدہ اسلامی بحری بیڑے کی تیاری وغیرہ شامل ہیں۔

بے مثال سخاوت: بیئر رومہ کا کنواں جسے بیئر عثمان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مدینہ طیبہ کے اس بڑے کنوئیں کا نام ہے جو وادی عقیق از ہری محلہ میں مسجد قبلتین سے ایک کلو میٹر جبکہ مسجد نبوی شریف سے ساڑھے تین کلو میٹر شمال کی جانب واقع ہے۔ اس کنوئیں کا پانی نہایت شیریں، لطیف اور پاکیزہ ہے۔ اس مناسبت سے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت کے مطابق اس کنوئیں کو خریدنے اور وقف کرنے کے سبب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جنتی ہونا ثابت ہوا، اس کنوئیں کا ایک نام "بیئر جنت"، یعنی جنتی کنواں بھی مشہور ہے، ایک روایت کے مطابق اس زمانہ میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کنوئیں کو ایک لاکھ درہم کے عوض خریدا تھا۔ اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کا ڈول بنا دیا" یہ وقف کرنے" سے کنایہ ہے یعنی جو شخص اس کنوئیں کو خریدے اور اس کو اپنی ذاتی ملک قرار نہ دے بلکہ رفاہ عامہ کے لیے وقف کردے تاکہ جس طرح خود وہ شخص اس کنوئیں سے فائدہ اٹھائے اسی طرح دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں اب یہ محکمہ زراعت کے کنٹرول میں ہے۔

فقیر نے "العربیہ ڈاٹ نیٹ" محمد الحرب سے اس کنوئیں کے متعلق کچھ معلومات حاصل کیں جو قارئین کرام کے ذوق کے لیے پیش خدمت ہے: "العربیہ ڈاٹ نیٹ" کی ٹیم نے مدینہ منورہ میں واقع "بیئر رومہ" کا دورہ کیا جو "بئرِ عثمان" کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۴۰۰ برس پہلے حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس کنوئیں کو خرید کر قیامت تک مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔ اس کنوئیں کے پانی سے آج بھی ملحقہ باغِ عثمان کو سیراب کیا جاتا ہے۔ یہ باغ سعودی وزارتِ زراعت کے زیرِ نگرانی ہے جس کی وجہ سے انتہائی اہمیت کے حامل ہونے کے باوجود زائرین کو اس مقام میں داخل ہونے میں دشواری پیش آتی ہے۔

(بیئر) رومہ کنویں کی حقیقت: "بیئر رومہ" ایک صحابی کی ملکیت میں تھا جن کا نام رومہ الغفاری (رضی اللہ عنہ) تھا وہ اس کنوئیں کا پانی فروخت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم اس کنوئیں کو جنت کے چشمے کے بدلے فروخت کرو گے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس اس کے سوا کوئی کنواں نہیں ہے اس پر میرا گذر اوقات ہے۔ اس پر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ۳۵ ہزار درہم کے عوض اس کنوئیں کو خرید لیا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر میں اس کنوئیں کو خرید لوں تو کیا میرے لیے بھی جنت کے چشمے کی وہ ہی پیش کش ہو گی جو آپ نے رومہ کو فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا "ہاں" اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اس کو مسلمانوں کے لیے خرید چکا ہوں۔

"العربیہ ڈاٹ نیٹ" کی ٹیم کے دورے کے دوران یہ بات پھر سے سامنے آئی کہ بیئر عثمان ایک اہم زرعی علاقے میں واقع ہے۔ یہ بے توجہی کا شکار ہے جب کہ اس کے گرد علاقے کو متعدد شعبوں میں کام میں لایا جا سکتا ہے اور ساتھ ہی اس کنوئیں کو

ماضی کی حالت پر واپس لا کر ایک اہم سیاحتی مقام بنایا جا سکتا ہے۔

وزارتِ زراعت نے اس مقام کی بندش کی ہوئی ہے اور کنوئیں کے قریب اس مشہور مقام کے حوالے سے کوئی معلومات دستیاب نہیں سوائے شاہراہ عام پر نصب ایک سائن بورڈ کے جس پر بنیادی نوعیت کی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مذکورہ مقام کو مدینہ منورہ کے زائرین کے سامنے سیاحتی مقام کے طور پر پیش کیا جائے اور اس جگہ کو اقتصادی، سیاحتی، زرعی اور مذہبی تناظر میں پھر سے زندگی بخشی جائے۔

(العربیہ ڈاٹ نیٹ، ۲ رمضان ۱۴۳۸ھ، ۲۸ مئی ۲۰۱۷ء اتوار)

غزوہ تبوک میں بے مثال سخاوت: جنگِ تبوک کا واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا جب مدینہ منورہ میں سخت قحط تھا اور عام مسلمان بہت زیادہ تنگی میں تھے، یہاں تک کہ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ اسی لیے اس جنگ کے لشکر کو جیش عُسرہ یعنی تنگ دستی کا لشکر کہا جاتا ہے۔

"ترمذی شریف" میں حضرت عبدالرحمن بن خبّاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر تھا، جب آپ جنگِ تبوک (جیش عُسرہ) کی مدد کے لیے لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں سو اونٹ سامان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کروں گا۔ اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سامانِ لشکر کے بارے میں ترغیب دی اور امداد کے لیے متوجہ فرمایا تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں دوسو اونٹ مع ساز و سامان اللہ کی راہ میں نذر کروں گا، اس کے بعد پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامان جنگ کی فراہمی کی طرف مسلمانوں کو رغبت دلائی، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں تین سو اونٹ سامان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حاضر کروں گا۔ حدیث کے راوی حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اُترتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے یعنی ایک ہی جملہ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبار فرمایا۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اب عثمان کو وہ عمل کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جو اس کے بعد کریں گے۔

"تفسیر خازن" اور "تفسیر معالم التنزیل" میں ہے کہ آپ نے ساز و سامان کے ساتھ ایک ہزار اونٹ اس موقع پر پیش کیے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیش عُسرہ کی تیاری کے زمانے میں ایک ہزار دینار اپنے کُرتے کی آستین میں بھر کر لائے (دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا سکہ ہوتا ہے) ان دیناروں

کو آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں ڈال دیا۔ راویٔ حدیث حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان دیناروں کو اپنی گود میں اُلٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے یعنی آج کے بعد عثمان کو ان کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا، سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے بارے میں اس جملے کو دوبارہ فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ فرض کرلیا جائے کہ اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کوئی خطا واقع ہو تو آج کا ان کا یہ عمل ان کی خطا کے لیے کفارہ بن جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

" تفسیر خازن" اور " تفسیر معالم التنزیل " میں ہے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جیش عُسرہ کی اس طرح مدد فرمائی کہ ایک ہزار اونٹ ساز وسامان کے ساتھ پیش فرمائے اور ایک ہزار دینار بھی چندہ دیا۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے چار ہزار درہم بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پیش کیے تو ان دونوں حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

" اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوٰلَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى لَّهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ. " (البقرہ آیت نمبر ۲۶۲)۔ **ترجمہ**: جو لوگ اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر دینے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں، تو ان کا اجر وثواب ان کے رب کے پاس ہے، اور نہ ان پر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

شہادت: ۱۲ یا ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس محبوب خلیفہ کو ایک عظیم سازش (جو کہ درحقیقت اسلامی تاریخ کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی سازش تھی) کے بعد اس حال میں شہید کردیا گیا کہ آپ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے، اور آپ کے خون کے چند قطرات قرآن شریف کی آیت " فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ" پر پڑے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر بیاسی برس تھی۔ آپ اپنے گھر میں محصور تھے۔ گو کہ شہزادگانِ رسول حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سمیت کئی صحابہ کرام آپ کے گھر کے دروازے پر پہرہ بھی دے رہے تھے لیکن بلوائی آپ کے گھر میں پیچھے کی طرف سے داخل ہوئے۔ یہ عظیم سازش جو عبداللہ بن سبا سمیت متعدد منافقین کی سعی کا نتیجہ تھی درحقیقت صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف نہ تھی بلکہ اسلام اور تمام مسلمانوں کے خلاف تھی اور آپ کی شہادت کے بعد وہ دن ہے اور آج کا دن کہ مسلمان تفرقہ اور انتشار میں ایسے گرفتار ہوئے کہ نکل نہ سکے۔

جنازہ وتدفین: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

☆......☆......☆

﴿حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی غیرت ایمانی﴾

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ دوم امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ''ابوحفص'' اور لقب ''فاروق اعظم'' ہے۔آپ اشرافِ قریش میں اپنی ذاتی وخاندانی وجاہت کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز ہیں۔آٹھویں پشت میں آپ کا خاندانی شجرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شجرہ نسب سے ملتا ہے۔آپ واقعہ فیل کے تیرہ برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اعلانِ نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔جبکہ ایک روایت میں آپ سے پہلے کل انتالیس آدمی اسلام قبول کر چکے تھے۔آپ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور ان کو ایک بہت بڑا سہارا مل گیا یہاں تک کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ کی مسجد میں اعلانیہ نماز ادا فرمائی۔

آپ تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تمام اسلامی تحریکات اور صلح وجنگ وغیرہ کی تمام منصوبہ بندیوں میں حضور والی دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وزیر ومشیر کی حیثیت سے وفادار ورفیق کار رہے۔

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد آپ کو خلیفہ منتخب فرمایا اور دس برس چھ ماہ چار دن آپ نے تختِ خلافت پر رونق افروز ہو کر جانشینی رسول کی تمام ذمہ داریوں کو باحسن وجوہ انجام دیا۔

شہادت: ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ، بدھ کے دن نمازِ فجر میں ابولولوہ فیروز مجوسی کافر نے آپ کو شکم میں خنجر مارا اور آپ یہ زخم کھا کر تیسرے دن منصب شہادت سے سرفراز ہوئے۔بوقت شہادت آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی۔حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ مبارکہ کے اندر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلوئے انور میں مدفون ہوئے۔

(تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء وغیرہ الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ اور گستاخِ رسول منافق کا قتل: قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: '' فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔'' **ترجمہ:** تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔(النساء، آیت ۶۵، کنزالایمان)۔

اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول میں مفسرین نے وہ معروف واقعہ بیان کیا ہے جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے فیصلہ کروالینے کے بعد ایک شخص نے سیدنا عمر سے فیصلہ کرنے کا کہا تو آپ نے اس کی گردن اڑا دی۔ چونکہ یہ واقعہ گستاخِ رسول کے لئے قتل کی سزا کے ثبوت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

واقعہ کی اسنادی حیثیت: مذکورہ واقعہ کئی اسناد اور مختلف درجات کی تفصیل سے روایت ہوا ہے۔

الکلبی ابوصالح سے اور وہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ یہ آیت بشر نامی ایک منافق کے بارے میں نازل ہوئی۔ بشر اور ایک یہودی کے مابین جھگڑا ہوا۔ یہودی نے کہا چلو آؤ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پاس فیصلہ کے لئے چلیں۔ منافق نے کہا نہیں بلکہ ہم کعب بن اشرف یہودی جسے اللہ تعالیٰ نے طاغوت کا نام دیا کے پاس چلیں۔ یہودی نے فیصلہ کروانے سے ہی انکار کیا مگر یہ کہ جھگڑے کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کروایا جائے۔ جب منافق نے یہ دیکھا تو وہ اس کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کی طرف چل دیا اور دونوں نے اپنا اپنا مؤقف پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ وہ دونوں جب آپ کے پاس سے نکلے تو منافق نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس چلنے پر اصرار کیا اور وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ یہودی نے کہا، میں اور یہ شخص اپنا جھگڑا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پاس لے کر گئے اور انہوں نے میرے حق میں اور اس کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ چنانچہ یہ ان کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور آپ کے پاس آنے کا کہا تو میں اس کے ساتھ آپ کی طرف آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا، کیا یہی معاملہ ہے؟ اس نے کہا، جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا تم دونوں میری واپسی کا انتظار کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر گئے، اپنی تلوار اٹھائی اور واپس ان دونوں کے پاس لوٹے اور منافق پر وار کیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس پر آپ نے فرمایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فیصلے کو نہیں مانتا اس کے لئے میرا یہی فیصلہ ہے۔ یہ دیکھ کر یہودی بھاگ گیا۔ اس پر یہ آیت (النساء ۶۵) نازل ہوئی اور حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا اور انہوں نے آپ کا نام "الفاروق" رکھا۔

(العجاب فی بیان الاسباب لابن حجر العسقلانی، جلد۲، ص ۹۰۲-۹۰۳)

اے عمر! اس کو اندھا مت کہو: عصماء نامی یہودیہ خبیثہ نے توہینِ رسالت کا ارتکاب کیا تو ۲۵ رمضان ۲ ھ میں ایک نابینا صحابی حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس کو کیفر کردار تک پہنچا کر اپنی نذر پوری فرمائی۔ ان کے کارنامے کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رشک کرتے ہوئے فرمایا: انظر الیٰ ھٰذا الاعمیٰ تسرق فی طاعته، یعنی اللہ، ذرہ اس نابینا کو دیکھو کیسے چپکے سے اللہ کی اطاعت کر گزرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا اے

عمر! اس کو اندھا مت کہو۔ (ابو داود)۔

بعض مورخین نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے عصما بنت مروان بنی عمیر بن زید کے خاندان سے تھی، وہ یزید بن زید بن حصن الخطمی کی بیوی تھی، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذاء اور تکلیف دیا کرتی تھی۔ اسلام میں عیب نکالتی اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے خلاف لوگوں کو اکساتی تھی۔ عمیر بن عدی الخطمی، جن کی آنکھیں اس قدر کمزور تھیں کہ جہاد میں نہیں جا سکتے تھے۔ ان کو جب اس عورت کی باتوں اور اشتعال انگیزی کا علم ہوا تو کہنے لگے کہ اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں نذر مانتا ہوں اگر تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بخیر و عافیت مدینہ منورہ لوٹا دیا تو میں اسے ضرور قتل کر دوں گا اس وقت آپ بدر میں تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوہ بدر سے تشریف لائے تو حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے تو اس کے ارد گرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے۔ ایک بچہ اس کے سینے پر تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اس عورت کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ یہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے بچے کو اس سے الگ کر دیا پھر اپنی تلوار کو اس کے سینے پر رکھ کر اس زور سے دبایا کہ وہ تلوار اس کی پشت سے پار ہوگئی۔ پھر نمازِ فجر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ساتھ ادا کی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کیا تم نے بنت مروان کو قتل کیا ہے؟ کہنے لگے: جی ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو اس بات سے ذرا ڈر سا لگا کہ کہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مرضی کے خلاف تو قتل نہیں کیا۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا اس معاملے کی وجہ سے مجھ پر کوئی چیز واجب ہے؟ فرمایا کہ دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں۔ پس یہ کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلی مرتبہ سنا گیا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ارد گرد دیکھا تو فرمایا تم ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتے ہو، جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غیبی مدد کی ہے، تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لو یہاں نابینا تو ہم سے بازی لے گیا، اس نے ساری رات عبادت میں گزاری۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے نابینا نہ کہو، یہ بینا ہے۔ (الصارم المسلول)۔

☆......☆......☆

﴿اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد﴾

۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کو میدانِ کربلاء میں شہادتِ امام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ آج بھی اس لئے زندہ جاوید ہے کہ اپنے دین، اپنے مذہبی مسلمات کے تحفظ اور باطل کی فتنہ پردازیوں کے سیل پر بند باندھنے کے جس ایمانی جذبے کے ساتھ یہ

قربانی دی گئی تھی۔روئے زمین نے اپنے سینے پر بہت سے واقعات کے نقوش کندہ کر رکھے ہیں، سطح زمین پر قتل وخون، سفاکیت ودرندگی، بہیمیت وخون ریزی سے آمیز کتنے ہلاکت خیز مناظر اسٹیج کئے جاچکے ہیں۔

تاریخِ انسانی کے پہلے قتل حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا اپنے حقیقی بھائی حضرت ہابیل کو موت کے گھاٹ اتارنے سے لیکر موجودہ صدی کے یہود وہنود سامراج کے ذریعہ ممالک اسلامیہ کی بھیانک تباہی تک تاریخ کی آنکھوں نے بے شمار خونی واقعات کا نظارہ کیا ہے۔لیکن باطل طاقتوں کے خلاف سینہ سپر ہوکر جس طرح نواسۂ رسول جگر بتول حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہ صرف جام شہادت نوش کیا، بلکہ غیر اسلامی عناصر کا غرور خاک میں ملاکر حق و باطل، خیر وشر، نیکی اور بدی کے مابین واضح حد فاصل بھی قائم کردی۔وہ آج بھی ہر ذی عقل کے خانۂ قلب پر اسی آب وتاب کے ساتھ مرتسم ہے، جس طرح آج سے چودہ صدیاں قبل موجود تھی۔یہی وجہ ہے کہ نہ صرف فرزندان توحید محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو اس واقعہ کے نقوش کو اپنے قلب کے نہاں خانوں میں تازہ کرتے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے فلسفے کو سلام واحترام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ بلکہ اس قافلۂ حق کے ہر فرد کے شایان شان خراج عقیدت پیش کرنے کو اپنا دینی، اخلاقی اور مذہبی فریضہ بھی تصور کرتے ہیں۔

• محرم الحرام کو رونما ہونے والا یہ لرزہ خیز واقعہ صرف ظالموں کے خلاف مظلوموں کی جنگ نہ تھی، طاقتور اور کمزوروں کے درمیان خون ریزی سے بھی اس کو تعبیر کرنا قرین انصاف نہیں، بلکہ اس میں آزادی کی تڑپ اور غلامی کے خلاف نفرت کا عالمی اعلان تھا اور یہ حق وباطل کے درمیان اسلامی تاریخ کی وہ فیصلہ کن جنگ تھی جس کی معنویت اور معتبریت میں ماہ سال کی گردش کے ساتھ اضافہ ہوتا جارہا ہے۔سامان حرب وضرب سے مسلح یزیدی لشکر کے سامنے گنتی کے نہتے اور بے سروسامان قافلے کی جنگ دراصل خیر وشر کے درمیان ایسی معرکہ آرائی تھی جس کی مقدار ومعیار دونوں اعتبار سے آج کے ترقی یافتہ دور میں جب کہ ساری اسلام دشمن طاقتیں اسلام، اسلامی معتقدات اور اسلام کے نام لیواؤں کے خلاف عصا بکف نظر آتی ہیں اتنی ہی ضرورت ہے، جتنی کہ تاریخ کے اس جاہلانہ دور میں تھی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے حامیوں کے اندر دراصل وہ دینی جذبہ اور ایمانی جوش وولولہ موجود تھا، جس نے انھیں باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کرنے کی توانائی بخشی۔ان کی ایمانی کیفیت پر حق وصداقت کی سان چڑھائی اور ان کے رگ وریشے میں اسلامی حقیقت کی وہ برقی لہر دوڑادی کہ انھوں نے راہِ حق میں اپنا سرتن سے جدا کرانے کے مشکل ترین عمل کو بھی خندہ پیشانی کے ساتھ انگیز کرلیا۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ چاہتے تو وہ کربلا کا سفر کبھی نہ کرتے، دنیاوی عہدے اور مناسب اور ہر قسم کی آرائش ان کے قدموں میں رہتی، لیکن آپ نے وقتی مفادات کی قربان گاہ پر اسلام کے آفاقی

اور دائمی پیغام کو بھینٹ چڑھایا۔ آپ نے جس نبوی گود میں پرورش پائی تھی اور آپ کی بچپن اور جوانی کی تربیت جس پیغمبرانہ ماحول میں ہوئی تھی۔ اس میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ باطل حق کے خلاف سازشوں کا تانا بانا بننے میں مصروف عمل رہے اور توحیدی قافلہ ایمانی گنبد میں بیٹھ کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے غیبی مدد کی راہ تکتا رہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی کے روز و شب ایسے پاکیزہ اور صالح اسلامی ماحول میں گزرے تھے، جہاں آرام طلبی اور، مفاد پرستی کے قافلوں کو پر مارنے کی بھی ہمت نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کے لئے رخت سفر باندھ لیا، تو پھر لاکھ فہمائش اور ہزار دنیاوی جاہ و جلال کی پیش کش کے باوجود ان کے قدموں میں لغزش نہ آئی، مصلحتوں نے دامن تھاما، مگر ایوان باطل میں حق گوئی و حق پرستی کا نعرہ بلند کرنے کا وہ قابل رشک نشہ دماغ میں سمایا ہوا تھا کہ تمام تر ظاہری بے سروسامانی اور حالات کی ناسازگاری کے باوجود راہِ حق پر رواں دواں رہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ تاریخی سفر اپنے جلو میں بہت سی حکمتوں اور مصلحتوں کا خزینہ رکھتا ہے۔ یہ تاریخی واقعہ ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ باطل کے خلاف کس طرح ایک سچے مجاہد کا رول ادا کیا جاتا ہے۔ جب انسانیت ظلم کی چکی میں پس رہی ہو اور انسانیت کو سرعام رسوا کیا جا رہا ہو، اس وقت ہر صاحبِ ایمان کا کیا فرض بنتا ہے۔ کیا وہ ذلت کی زندگی گزارتا ہے اور دو روزہ زندگی کے راحت و آرام کی قیمت پر اپنی عزت کا سودا کرتا رہے۔ یا اس دو روزہ زندگی کو عزت اور سربلندی کے ساتھ گزارنے کے لئے اپنی قیمتی متاع کو بھی داؤ پر لگا دے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی اور ان کے سفر کربلا سے ہمیں یہی درس ملتا ہے کہ وہ دو روزہ زندگی کو عزت و سربلندی اور تمام تر اسلامی فتح مندی کے ساتھ بسر کیا جائے ورنہ اس ذلت سے عبارت زندگی کو خیر باد کہہ کر جام شہادت نوش کر لینا چاہئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے باطل کے خلاف مزاحمت اور جدوجہد کا یہ سفر کسی دنیاوی غرض، جاہ و منصب کے حصول یا خون ریزی کے مقصد سے نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ دینِ اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کے قافلے کو ہمیشہ کے لئے پابہ سلاسل کر دینا چاہتے تھے۔ انہیں ہرگز یہ پسند نہیں تھا کہ اسلام اور مذہبی شعائر پر باطل طاقتیں خم ٹھونک کر میدان میں آ رہی ہوں، شیطان و ابلیس کے کارندے روئے زمین پر دندناتے پھر رہے ہوں اور ایک سچا مسلمان ان کے خلاف مزاحمت کا صور پھونکنے کے بجائے اپنی مصلحت کی چادر اوڑھ کر بیٹھ جائے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ روانگی سے پہلے ہی صاف لفظوں میں یہ واضح کر دیا تھا کہ میرا یہ سفر صرف نانا کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے آفاقی پیغام کو عام کرنے اور بھٹکے ہوئے ہواؤں کو پھر سے سوئے حرم لے چلنے کے لئے ہے۔ انھوں نے کہا تھا: میں مدینہ طیبہ سے اس لئے رخت سفر باندھ رہا ہوں کہ لوگوں پر ظلم کروں اور زمین پر فساد مچاؤں، بلکہ میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر جو ظلم ہو رہا ہے اور

جولوگ اللہ کی مخلوق کو دام تزویر میں پھانس رہے ہیں، ان کی اصلاح کے لئے نکلا ہوں۔

۱۰محرم کی تاریخ کو جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی معیت میں یہ مختصر سا قافلہ کربلا کے بے آب و گیاہ میدان میں پہنچا تو ان کے رفقائے کار نے حوصلہ اور عزم و ہمت اور جواں مردی و جرأت مندی کا مظاہرہ کیا کہ چشم فلک بھی حیران اور انگشت بدنداں تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے عزیز و اقارب اور اپنے جگر گوشوں کی دردناک شہادت کے دلدوز مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، قلب و نظر کی خوشی کا سامان فراہم کرنے والے جس نورنظر نے کبھی ان کی گود میں بیٹھ کر کلکاریاں کی تھیں، آج ان کی خاک و خون میں لت پت لاشیں ان کے کاندھوں پر تھیں۔ آسمان سے دھوپ نہیں آگ کے شعلے برس رہے تھے، زمین کے سینے سے گرم بگولے بلند ہو رہے تھے، کئی دنوں کی پیاس کی وجہ سے حلق میں کانٹے لگ رہے تھے، مگر کیا مجال کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پائے استقامت میں ذرہ برابر لغزش آئی ہو اور اخیر میں جب اپنا سرتن سے جدا کرنے کا وقت آیا، تو کیا ایسا ہوا کہ انھوں نے اس دنیا کی چندروز متاع کے بدلے اپنے اصولوں، آدرشوں، اپنے عقائد کا سودا کرلیا ہو؟ یہی وہ بنیادی سبب ہے کہ آج دنیا کا ہر فرد ان کی شہادت کے غم میں برابر کا شریک ہے اور انسانی آنکھیں گریہ وزاری کا جاں گسل منظر پیش کررہی ہیں۔ روز ازل سے انسانی قافلوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے، ہر آنے والا دن کسی نہ کسی کی موت کی اندوہناک خبر لے کر آتا ہے، لیکن کیا کوئی ایسی شخصیت ہے جس کی موت کے جانکاہ حادثے پر ایک دو سال نہیں، بلکہ صدیوں سے بلا انقطاع ہر آنکھ اشک بار اور ہر دل غمناک ہو؟ گردش ماہ و سال اور انقلابات زمانہ کے بے رحم ہاتھوں میں بھی یہ طاقت پیدا نہ ہوسکی کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعے پر نسیان کا پردہ ڈال دے۔ بلکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے جذبے میں عالمی پیمانے پر اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ جونہی دس محرم الحرام کی تاریخ آتی ہے، ان کی شہادت کا واقعہ روشنی کا مینارہ بن کر ہمیں دعوتِ فکر و عمل دیتا ہے اور ہمیں اس شہادت کے عظیم فلسفے کو اپنے قلب و ذہن میں جاگزیں کرنے کا عظیم درس دیتا ہے۔

دیگر واقعات کی طرح شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ صرف ایک تاریخی واقعہ ہی نہیں، بلکہ یہ ہم انسانوں کی زندگی کا منشور اور ہماری عملی راہوں کے لئے مشعل راہ ہے اس میں زندگی گزارنے اور موت و حیات کے درمیانی عرصے کے لئے دستور ہے۔ اس کا صرف غازیانہ پہلو ہی تقلید کی دعوت نہیں دیتا، بلکہ اس کا داعیانہ پہلو بھی ہمارے لئے فکر و عمل کا بیش قیمت سرمایہ ہے۔

یہ عالمی واقعہ آج بھی اس لئے زندہ جاوید ہے کہ اپنے دین، اپنے مذہبی مسلمات کے تحفظ اور باطل کی فتنہ پردازیوں کے سیل پر بند باندھنے کے جس ایمانی جذبے کے ساتھ یہ قربانی دی گئی تھی۔ وہ سارے مطالبات پہلے سے کہیں زیادہ اپنی افادیت اور اپنے وجود کا احساس دلا رہے ہیں۔

کیا آج بھی وہی حالات نہیں کہ یزیدی لشکر پورے کروفر کے ساتھ انسانیت کے گھر آنگن میں موت کا رقص کر رہا ہے۔ پہلے تو ایک ہی یزید تھا مگر اب تو ہر قوم، ہر ملک کیا ہر خطے میں کوئی نہ کوئی یزید کسی عیسائی اور یہودی نام سے مل جائے گا۔ جو ہماری عزت و آبرو ہی پر دست درازی نہیں کر رہے، بلکہ ہمارے دین اور مکہ مکرمہ مدینہ منورہ اور مسجد اقصیٰ جیسے مذہبی مقدسات کے خلاف بھی سازشوں کا دہانہ کھولے ہوئے ہیں اور ان سے کسی ایک تہذیب وثقافت، یا کسی خاص قوم یا مذہب کے نام لیواؤں کو ہی خطرہ نہیں، بلکہ سچ پوچھیے تو پورا انسانی کنبہ خطرے میں ہے۔ ہمارے حال کو بھی اسی ماضی کے حسینی جذبے اور ایمانی جوش کی ضرورت ہے، ورنہ صیہونی دہشت گردوں پر مشتمل موجود سامراجی گروہ یزید کی شکل میں پوری انسانیت کو لقمہ تر بنا لے گا۔ طاقت وقوت اور مال ودولت کے نشے میں بدمست ممالک اور سرمایہ داری پر قابض اقوام کو اگر اس حسینی جذبے سے روشناس نہیں کرایا گیا تو نہ صرف ہماری جان ومال، بلکہ ہماری قیمتی ترین متاع کے بھی چھن جانے کا قوی اندیشہ ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں، بلکہ ساری اقوام وملل کے لئے درس اور پیغام حیات موجود ہے۔

مولانا محمد علی جوہر نے جو یہ کہا تھا کہ:

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے   اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اس کا صاف مطلب ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت دراصل اس وقت کے یزید کا قتل تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تو شہید ہو کر بھی زندہ جاوید اور ان کے کارناموں کے روشن نقوش تاریخ کے اوراق میں ہی نہیں، بلکہ ہر فرد بشر کے ذہنوں پر ثبت ہیں۔ اصل قتل تو اس یزید اور یزیدی روش کا ہوا تھا جو نوع انسانی کو اپنی سرکشی کے سامنے سربسجود کرنے کی پالیسی کو روبہ عمل لانے پر بضد تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ خدائی نصرت پر ایمان ضرور رکھتے تھے، لیکن انھوں نے اس کا انتظار نہ کیا کہ آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی اور یزیدی قافلہ خس وخاشاک کی طرح بہہ جائے گا، یا پھر تیز ہواؤں کا آتشیں بگولہ آئے گا اور پوری یزیدی مملکت تہہ وبالا ہو جائے گی یا انھیں قوم نوح کی طرح سمندر کی گہرائیوں میں دفن کر دیا جائے گا، بلکہ انھوں نے خدا کی مدد پر یقین رکھتے ہوئے باطل طاقتوں سے میدان کارزار میں دوبدو مقابلہ کیا اور حق کی سربلندی وفتح مندی کا علم دنیا کے نقشے پر لہرا دیا۔

آج ہالینڈ کے گیدڑوں نے ایک بار پھر غیرتِ مسلم کو للکارا ہے ہمیں حسینی کردار ادا کرنا ہوگا، آسمان سے پتھروں کی بارش کا انتظار نہیں چاہیے بلکہ میدانِ عمل نکل کر ان بدبختوں کو بتا دینا ہوگا کہ:

میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ہر مسلمان کا دینی، اخلاقی، ملی، مذہبی فریضہ ہے کہ گستاخانہ خاکے شائع کرنے والے ممالک کی مصنوعات کا مکمل بائیکارٹ کریں غیرت کا تقاضا ہے۔

☆......☆......☆

﴿۷ ستمبر مسلمانان پاکستان کا یادگار دن ھے﴾

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء ہماری ملکی تاریخ کا وہ عظیم روشن ترین تاریخ ساز دن ہے کہ جس دن اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے مسلمانوں کے ۹۰ سالہ دیرینہ مطالبے پر منکرین ختم نبوت انگریز کے خود کاشتہ پودے وفتنہ قادیانیت کو ان کے کفریہ عقائد کی بناء پر غیر مسلم اور پاکستان کی چھٹی اقلیت قرار دے کر اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کو آئینی وقانونی تحفظ فراہم کیا۔ اس تاریخ ساز دن کی مناسبت سے ۷ ستمبر کو ملک بھر میں یوم تحفظ ناموس رسالت منایا جائے اور پارلیمنٹ کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے تاریخی فیصلے کی یاد میں ملک بھر میں مختلف نوعیت کے پروگرامز کا انعقاد کئے جائیں۔

ان پروگراموں میں علماء کرام ختم نبوت کے حوالہ مدلل وتحقیقی خطابات کریں۔ اہل علم دانشور حضرات عوام الناس کو قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں سے آگاہ کریں۔ اہلِ پاکستان کو بتائیں کہ منکرینِ ختم نبوت کے تمام گروپس قادیانی رلاہوری ر مرزائی اسلام اور پاکستان کے ازلی دشمن ہیں۔ ان پروگراموں میں حکومتِ پاکستان سے پرزور مطالبہ کریں کہ پاکستان کے تمام کلیدی عہدوں بشمول افواجِ پاکستان سے قادیانی ناسوروں سے پاک کریں۔ ان پروگرامز میں پاکستان کے اسلامی تشخص، آئین کی اسلامی شکوں، ختمِ نبوت وناموسِ رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت سمیت تمام فتنوں کے قلع قمع کیلئے تجدید عہد کریں۔

☆......☆......☆

﴿مکه افضل یا مدینه طیبه﴾

سچ تو یہ ہے کہ: ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے۔

اس سال کچھ ایسا ہوا کہ فقیر محمد فیاض احمد اویسی رضوی یکم ذیقعد سے ۹ ذوالحجہ ۱۴۴۰ھ تک مدینہ منورہ میں مقیم رہا۔ احباب کا اصرار رہا کہ حج کے لیے مکہ مکرمہ چلیں اسباب آسان تھا بہت سارے دوستوں نے تصریح (حکومتی اجازت نامہ) بنوانے کی حامی بھی بھرلی۔ مدینہ منورہ سے عرب شیوخ قافلے لیکر جاتے ہیں منیٰ عرفات اور مزدلفہ میں بہت عمدہ انتظامات ہوتے ہیں الحمدللہ مکہ مکرمہ میں کافی سارے احباب ہیں جو ہمیشہ بڑھ چڑھ کر خدمت کرتے ہیں ان کے اسماء گرامی عرض کروں تو طویل فہرست بن جائے بس ان کے لیے دست بہ دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شاد وآباد رکھے۔ (آمین بحرمت سیدالانبیاء والمرسلین

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)۔

چند دن قبل فقیر حرم نبوی شریف اپنی نشست گاہ (اصحاب صفہ کے چبوترہ کے قریب) بیٹھا کہ محترم محمد انور مدنی (میمن) آئے اور پوچھا کہ حج کا کیا پروگرام ہے؟ فقیر نے سیدی اعلیٰ حضرت کا شعر پڑھ کر سنایا کہ:

ان کے طفیل رب نے حج بھی کرادیئے　　اصل الاصول حاضری اس پاک در کی ہے

حج تو کرلیا ھے: یہ فقیر کے لیے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ ۲۰۰۸ء میں اپنے قبلہ والد گرامی حضرت فیضِ ملت (علامہ حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی) محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کی معیت میں حج کی سعادت سے بہرمند ہوا حج کے تمام ارکان نہایت ہی احسن انداز میں ادا ہوئے۔ (تفصیل فقیر نے ان کی سوانح میں عرض کردی ہے)۔

پھر دوسری بار ۲۰۱۳ء میں حج کی سعادت ملی۔فرضیت تو ادا ہوگئی اب اگر حج کے لیے مکہ شریف جاؤں تو نفلی ہوگا۔مگر یہاں مدینہ منورہ میں ہر لمحہ کئی حجوں کا ثواب ملتا ہے۔فقیر نے چند احادیث مبارکہ عرض کیں۔دریں اثناء مولانا محمد یوسف المدنی سعیدی نے بھی مدینہ منورہ کے قیام کے فضائل میں کئی احادیث (عربی) سنادیں فقیر اپنے روم (رہائش گاہ) حاضر ہوا تو اس موضوع پر چند احادیث پڑھنے کو ملیں جو نذر قارئین کرام ہیں:

وادی عقیق (مدینہ منور) میں کی فضیلت: "وعن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم وھو بوادی العقیق یقول أتانی اللیلۃ آت من ربی فقال صل فی ھذا الوادی المبارک وقل": (عمرۃ فی حجۃ وفی روایۃ قل عمرۃ وحجۃ رواہ البخاری) یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے وادی عقیق میں (جو مدینہ طیبہ کی ایک وادی ہے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آج رات میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا یعنی فرشتہ میرے پاس آیا اور کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور وہ عمرہ کہئے جو حج کے ساتھ ہوتا ہے۔اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اور عمرہ وحج کہئے یعنی اس وادی میں نماز پڑھنا حج وعمرہ کے برابر ہے۔ (بخاری)۔

وادی عقیق کھاں ھے؟: یہ وادی (عقیق) مسجد قبلتین کے قریب واقع ہے۔اسی وادی میں عبداللہ بن ضمرہ زبیری کی جائیداد تھی۔اور یحییٰ زبیری کا کھجوروں کا باغ تھا۔اب اسے ایک نہر کی شکل دے دی گئی ہے۔اس کے اوپر آمدورفت کے لیے پل بنائے گئے ہیں۔

قارئین کرام: ملاحظہ کیا حدیث کے الفاظ تو آیئے پہلے تو یہ سمجھ لیجئے کہ عربی قواعد کے مطابق لفظ "قول"، "فعل"، کے لئے

بھی استعمال ہوتا ہے، لہٰذا حدیث کے آخری جملہ **قل عمرة فی حجة** کے معنی ہیں '' اور اس نماز کو وہ عمرہ شمار کیجئے جو حج کے ساتھ ہوتا ہے گویا اس جملہ کے ذریعہ وادی عقیق میں ادا کی جانے والی نماز کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہے کہ وادی عقیق میں جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب اس عمرہ کے برابر ہے جو حج کے ساتھ کیا جاتا ہے، اسی طرح دوسری روایت کے الفاظ **''وقل عمرة وحجة ''** کا مطلب یہ ہے کہ وادی عقیق میں پڑھی جانے والی نماز عمرہ و حج کے برابر ہے۔

فقیر نے عرض کیا کہ مدینہ منورہ کی ایک وادی میں نماز ادا کرنے کی یہ فضیلت ہے تو مسجد نبوی شریف میں نمازیں اور تلاوت و درود شریف و دیگر عبادات کے ثواب کا کیا کہنا۔ اہلِ محبت کے نزدیک گنبد خضریٰ کو ایک نظر دیکھنا بھی کئی حجوں سے افضل ہے لیکن بات وہی کہ:

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

بعض علماء نے مکہ مکرمہ کو، مدینہ منورہ سے افضل لکھا لیکن مدینہ منورہ کی زمین کا وہ قطعہ پاک جس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں مطلقاً افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

روضہ اطہر کی زیارت: آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا افضل ترین مستحبات میں سے ہے بلکہ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اس شخص کے لئے واجب ہے جسے فراغت میسر ہو! حج فرض کی ادائیگی کی صورت میں روضہ اطہر کی زیارت سے پہلے کرنا چاہئے ہاں نفل کی صورت میں اختیار ہے کہ چاہے تو پہلے کیا جائے چاہے پہلے زیارت کی جائے بشرطیکہ مدینہ منورہ راستہ میں نہ پڑتا ہو۔ اگر مکہ مکرمہ کا راستہ مدینہ طیبہ سے ہو کر گزرتا ہو تو پھر پہلے روضہ اطہر کی زیارت کرنا ضروری ہے، روضہ اطہر کی زیارت کے ساتھ مسجد نبوی شریف کی زیارت کی نیت بھی کرنی چاہئے۔

مدینہ منورہ کے فضائل: اس حدیث مبارکہ کے ضمن میں علماءِ اُمت نے لکھا ہے کہ اللہ رب العزت نے اس شہر مبارک کی خاک پاک اور وہاں کے میوہ جات میں تاثیر شفا ودیعت فرمائی ہے۔

خاک شفاء: اکثر احادیث مبارکہ میں منقول ہے کہ مدینہ طیبہ کے غبار میں ہر قسم کے مرض کی شفا ہے بعض دوسرے طرق سے منقول احادیث میں ہے کہ مدینہ طیبہ کے غبار میں جذام اور برص کی شفا ہے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا تھا کہ وہ بخار کا علاج اس کی خاک پاک سے کریں۔ چنانچہ نہ صرف مدینہ طیبہ ہی میں اس حکم پر عمل ہوتا رہا ہے بلکہ اس خاک پاک کو بطور دوا لے جانے کے سلسلہ میں بھی کتنے ہی آثار منقول ہیں اور بعض علماء حق نے تو اس سے معالجہ کا تجربہ بھی کیا ہے، چنانچہ حضرت شیخ مجد الدین فیروز آبادی کا بیان ہے کہ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے کہ میرا ایک خدمت گار مسلسل ایک سال سے بخار کے مرض میں مبتلا تھا میں نے مدینہ طیبہ کی وہ تھوڑی سی خاک پاک پانی میں گھول کر اس

خدمت گار کو پلا دی اور وہ اسی دن صحت یاب ہو گیا۔ حضرت الشیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کی خاک پاک سے معالجہ کا تجربہ مجھے بھی ہوا ہے وہ اس طرح کہ جن دنوں میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا میرے پاؤں میں ایک سخت مرض پیدا ہو گیا جس کے بارہ میں تمام اطباء کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ اس کا آخری درجہ موت ہے اور اب صحت دشوار ہے۔ میں نے اسی خاک پاک سے اپنا علاج کیا، تھوڑے ہی دنوں میں بہت آسانی سے صحت حاصل ہو گئی (جذب القلوب)۔

کھجوریں: اسی قسم کی خواص وہاں کی کھجور کے بارے میں بھی منقول ہیں چنانچہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص سات عجوہ کھجوریں (عجوہ مدینہ کی کھجور کی ایک قسم ہے) نہار منہ کھا لیا کرے تو کوئی زہر اور کوئی جادو اس پر اثر نہیں کرے گا۔

مسجد قباء میں نوافل کا ثواب: جو شخص مسجد قبا کی بھی زیارت کرے اور اس میں بھی دو رکعت نماز پڑھے کیونکہ آقا کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ ہر ہفتہ کے روز کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر قبا تشریف لاتے اور مسجد میں نماز ادا فرماتے۔

☆"عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یَاْتِیْ قَبَاءً مَاشِیًا وَرَاکِبًا فَیُصَلِّیْ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ." (صحیح البخاری باب اتیان مسجد قبا ماشیا و راکبا) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدل یا سوار ہو کر قباء تشریف لاتے اور دو رکعت (نماز نفل) ادا کرتے۔

☆"عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّہ کَانَ یَاْتِیْ مَاشِیًا وَرَاکِبًا وَیَذْکُرُ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کَانَ یَفْعَلُ ذَالِکَ." (سنن النسائی باب فضل مسجد قباء) یعنی اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے گھر وضو کرے اور خوب اچھے طریقے سے وضو کرے اور پھر مسجد قبا میں آکر نماز پڑھے تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔

حدیث شریف ہے: "من تطھّر فی بیتہِ ثمّ أتی مسجدَ قباءٍ ، فصلّٰی فیہِ صلاۃً کانَ لہُ کأجرِ عمرۃٍ ."

(صحیح ابن ماجہ ۱۱۶۸) یعنی جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے پھر مسجد قبا آئے اور اس میں نماز ادا کرے، تو اس کو عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔

مختصر الفاظ کے ساتھ روایت اس طرح بھی آئی ہے: "الصَّلاۃُ فی مسجدِ قُباءَ کعُمرۃٍ." (صحیح الترمذی ۳۲۴) یعنی مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ کے برابر ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: "قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مَنْ خَرَجَ حَتّٰی یَاْتِیَ ھٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدَ قَبَاءٍ فَصَلّٰی فِیْہِ کَانَ لَہ عَدْلُ عُمْرَۃ." یعنی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مسجد قباء میں آکر نماز ادا کرتا ہے، اسے ایک عمرہ کا ثواب

ملتا ہے۔

یہ احادیث مبارکہ مسجد قباء شریف کے دروازوں پر بھی لکھی ہوئی ہیں۔

سوچنے کی بات: مدینہ منورہ کی وادی عقیق اور مسجد قباء شریف میں نوافل پڑھنے سے حج وعمرہ کا ثواب ہے تو پھر مسجد نبوی شریف میں نوافل وعبادات کا کتنا ثواب ہوگا۔؟ سفرنامہ کی باقی تفصیلات فقیر کے سفرنامہ میں آپ پڑھ سکیں گے۔

مدینے کا بھکاری: الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

☆......☆......☆

قربانی کی کھالیں ایک گھناؤنی سازش

قربانی کی کھالوں کے حوالے سے حکمرانوں اور سرمایہ داروں نے آپس کی ملی بھگت سے جو خوف ناک سازش تیار کی ہے اس کا ادراک بہت ہی کم لوگوں کو ہے۔ قربانی جو کہ خالصتا ایک شرعی فریضہ ہے اور اس کی کھال کا بھی شرعی مقاصد کے لیے استعمال ہونا لازمی ہے، وہ اس وقت اس لبرل سرمایہ دار طبقے کے گھن چکر میں آچکی ہے جو ایک طرف تو خود قربانی کو فضول سمجھتا ہے، اور دوسری طرف اسی کی کھالوں سے کھربوں روپے کمانے کے نت نئے شیطانی منصوبے بناتا ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے باقاعدہ سازش کے تحت قربانی کی کھالوں کے ریٹ شرم ناک حد تک گرائے جارہے ہیں جو کھال کبھی مارکیٹ میں سات ہزار کی بکتی تھی اب وہ ایک ہزار تک بھی بمشکل بکتی ہے۔ اس کے لیے دو طرح کے ظالمانہ منصوبے تیار کیے گئے۔ ایک تو کھالوں کی خرید وفروخت کی جب کھلی منڈی لگتی تھی تو طلب ورسد کے اصول کے مطابق مسابقت کی فضا میں اس کی قیمت بالکل مناسب طے پاتی تھی، اس کے لیے یہ ظلم کیا گیا کہ ہر علاقے میں کھالوں کی خریداری کے لیے کچھ پوائنٹس مخصوص کر دیے گئے تاکہ ہر شخص کھالوں کی خرید وفروخت میں حصہ دار بن کر من مانی قیمتوں کے معاملے کو خراب نہ کر سکے۔ اسی لیے اس مرتبہ عام بیوپاری مارکیٹ میں کہیں نظر نہیں آیا۔

دوسری کمینگی یہ کی گئی کہ ہر علاقے کے وہ تمام بڑے مدارس جن کے پاس کھالوں کی ایک خاطر خواہ تعداد جمع ہوتی تھی ان کے لیے اجازت نامے ضروری قرار دے کر کھالیں جمع کرنے پر جبرا پابندی لگا دی گئی، اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس طرح مدارس کی حوصلہ شکنی کر کے انہیں کھالیں جمع کرنے سے دور کر دیا جائے، تاکہ کل کلاں وہ متحد ہو کر اس شیطانی من مانی کے خلاف آواز بلند نہ کر سکیں، عوام خود ہی بیوپاریوں کو اونے پونے میں کھالیں بیچ کر چلے جائیں۔ اس مرتبہ یہ تجربہ زبردست کامیابی سے ہم کنار ہوا ہے۔

اب آئندہ اس سلسلے کو مزید آگے بڑھا کر ایک تو مدارس کے کھالیں جمع کرنے پر مستقل پابندی لگادی جائے گی اور دوسرا ان

بڑی تنظیموں کو بھی شکنجے میں کسا جائے گا جن کے پاس کھالیں ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوتی ہیں۔

بالآخر کھالوں کی صنعت جو کہ شریعت میں خالصتاً دینی مقاصد کی تکمیل کے لیے وجود میں لائی گئی ہے وہ خالصتاً لبرلز کے سرمایہ دارانہ مقاصد کی تکمیل کے لیے مخصوص ہو جائے گی۔

اب یہ جملہ دینی طبقات کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ متحد ہو کر اس شیطانیت، فرعونیت اور یزیدیت کے خلاف آواز بلند کریں، ورنہ ایک دن ان کا مکمل معاشی قتلِ عام کر دیا جائے گا، جو کہ اس وقت ستر فیصد تک پہنچ چکا ہے، اور صرف تیس فیصد باقی رہ گیا ہے۔

علامہ بشیر احمد فردوسی کی گرفتاری کی پرزور مذمت: بہاولپور کی تحصیل حاصل پور میں اہلسنت و جماعت کے محقق عالمِ دین استاذ الاساتذہ حضرت علامہ بشیر احمد فردوسی مدظلہ مہتمم جامعۃ الفردوس، جنہوں نے بڑی جہد مسلسل کے بعد دو تین وسیع و عریض جامعات بنائے اور جن میں سینکڑوں طلباء و طالبات دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ انہیں عید قربانی کے دن قربانی کی کھالیں جمع کرنے کی پاداش میں پولیس نے دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو بجے دن سے شام نو بجے تک تھانے میں بٹھائے رکھا، جب سینکڑوں افراد نے تھانے کا گھیراؤ کر لیا تو پولیس نے انہیں مجبوراً چھوڑ دیا۔ مگر ایک دن بعد پھر پولیس کے دہشت گردوں نے اسی سلسلے میں انہیں دوبارہ اٹھا لیا اور شہر سے دور تھانے میں لے جا کر نظر بند کر دیا اس موقعہ پر جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں علماء اہلسنت نے پولیس گردی کی شدید مذمت کی کہ جب دین کا نام لینے والے جملہ علماء و مشائخ کو اسی طرح گرفتار کر کے چوکوں پہ رسوا کیا جائے گا تو اللہ کی ناراضگی ہو گی۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ایسے عناصر کے خلاف سخت تادیبی کاروائی کی جائے تا کہ علماء کا تقدس بحال ہو۔ (ادارہ)

☆......☆......☆

آہ! حافظ محمد احمد معصومی: جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے فاضل علامہ مولانا عبدالعزیز معصومی (دلاور کالونی بہاولپور) کے جواں سال بیٹے تحریک لبیک یارسول اللہ کے سرگرم کارکن محترم حافظ محمد احمد معصومی بجلی کا کرنٹ لگنے سے شہید ہوئے۔ (حافظ غلام مجتبیٰ اویسی)۔

محمد امتیاز احمد اویسی فوت ہو گیا: آج مدینہ منورہ میں ۱۹/ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ/یکم اگست ۲۰۱۸ء بدھ کا دن ہے نمازِ فجر کے بعد فقیر نے اپنے گھر بہاولپور رابطہ کیا تو ولدی العزیز حافظ محمد شہزاد اویسی نے غم کی خبر سنائی کہ محمد ایاز مدنی اویسی کا نومولود بیٹا محمد امتیاز احمد اویسی فوت ہو گیا۔ گذشتہ جمعۃ المبارک اس کی ولادت ہوئی پیداء ہوتے ہی بیمار ہو گیا گذشتہ تین دنوں سے ساہیوال ہسپتال میں داخل کرایا گیا صرف پانچ دن دنیا میں گذارے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

فقیر نے مدینہ منورہ میں دعا کی کہ اللہ رب العزت اسے ہمارے خانودے کے لیے شفاعت کا باعث بنائے۔

(آمین بحرمت سیدالانبیاء وخاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

مدینے کا بھکاری: الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی (مدینہ منورہ)

خانوادہ اویسیہ کو صدمہ: عیدالضحیٰ کے دوسرے روز ۱۱ ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۳ اگست ۲۰۱۸ء جمعرات بعد نمازِ عصر برادر اکبر علامہ صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی صاحب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

شب خمیس شوگر ہائی ہوئی صبح ۶ بجے بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور داخل کرایا گیا۔ علاج ومعالجہ کارگر ثابت نہ ہوا نمازِ عصر کے بعد اللہ کو پیاری ہوئیں (اناللہ وانا الیہ راجعون) ۔شب جمعہ ۹:۳۰ بجے نمازِ جنازہ نورشاہ بخاری جنازہ گاہ بہاولپور میں ادا کیا گیا۔ جبکہ تدفین جامعہ گلزار رسول رحمٰن آباد (گلن دی ہٹی) احمد پور شرقیہ روڈ کی گئی۔

☆......☆......☆

﴿ایصال الثواب کی محافل﴾

☆ ان کے ایصال الثواب کے لیے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں ۲۹/ اگست بدھ کو بعد نمازِ عصر قرآن خوانی، بعد نمازِ مغرب لنگر اویسیہ، بعد نمازِ عشاء عظیم الشان تاجدارِ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

☆ ۳۰/ اگست جمعرات کو جامعہ گلزار رسول رحمٰن آباد میں قل شریف کی محفل ہوئی۔ صبح نمازِ فجر کے بعد ان کی قبر پر قرآن خوانی کا سلسلہ شروع ہوا کلمہ شریف درود پاک کا ورد ہوتا رہا۔ تلاوت ونعت وبیانات کے بعد ۱۰ بجے ختم خواجگان پڑھا گیا۔ دعا کے بعد لنگرِ نبویہ اویسیہ تقسیم ہوا۔

ملک بھر سے احباب نمازِ جنازہ وتعزیت کے لیے تشریف لائے یا فون پر تعزیت کی، کئی حضرات نے ان کے ایصال الثواب کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کرایا ہم ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ (جزاکم اللہ فی الدارین)۔

(محمد عطاء الرسول اویسی، محمد فیاض احمد اویسی، محمد ریاض احمد اویسی)

آہ! حضرت حافظ عبدالرحمن اویسی: حضور فیضِ ملت محدث بہاولپوری کے مخلص تلمیذ حضرت قبلہ استاذ الحفاظ ولی کامل حافظ عبدالرحمٰن اویسی امین آباد (تحصیل لیاقت پور) طویل علالت کے بعد فوت ہوئے۔ ان کی ساری زندگی قرآن کریم پڑھتے پڑھاتے گذری۔ بلاشبہ ہزاروں حفاظ ان کے شاگرد ہیں۔ اخلاص وایثار کے پیکر تھے۔ سادگی کی زندہ مثال تھے۔ مہمان نوازی ان کا شعار تھا۔

☆......☆......☆